ضعفاء پر لکھی گئی چند اہم کتب کا تحقیقی مطالعہ

حمیرا اشرف*

ABSTRACT:

The most important method of getting the knowledge of "Ahadith" is Isma-ul- Rajal. It was started in the reign of holy followers. As Holy Prophet's followers were willing to believe all the sayings of Holy Prophet. After the holy followers, tabeen were also very conscious about the authenticity of Hadith. But the real criticism about the authenticity of Hadith started in the 3rd (C. A.H). It was in this age that many books were written on the life if different narrators. Books about weak narrators were also written. In this way Ummah was given awareness about the fake Hadits. Hence it became possible to differentiate between correct and incorrect Hadits. This article deals with such books. We can have a glimpse of such books in this article.

Key Words: Narrators, Isma-ul-Rajal, Zoufa

آئمہ احادیث نے جب تدوین حدیث کا آغاز کیا تو جو احادیث جتنی اور جس صورت میں ان تک پہنچیں (سوائے ان روایات کے جن کے بارے میں اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ موضوع ہیں سب کو تحریر کر لیا۔

روایات کو ان کی سندوں کے ساتھ جمع کرنے کے بعد راویوں کے حالات زندگی تحریر کیے اور پھر ان سب کے حالات کی پوری طرح چھان بین کی اور یہ طے کیا کہ کس کی روایت قبول کر لینی چاہیے اور کس کی رد کر دینے کے لائق ہے اور کس کی روایت قبول کرنے میں توقف کرنا مناسب ہے۔ اس طرح صحیح کو سقیم اور ثقہ کو ضعیف سے الگ کر لیا گیا۔

ضعفاء سے روایت کرنے کا حکم

''انسانی زندگی میں صحبت کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اسی لیے قرآن و حدیث میں اچھی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ محدثین کے ہاں اس طرح ضابطہ ہے کہ اگر کوئی راوی ضعفاء و مجہولین سے بکثرت روایت کرتا ہے تو وہ مشکوک ہو جاتا ہے اس لیے کہ اس نے

۱۔ اپنے مشائخ کے انتخاب میں کوئی توجہ نہیں دی جو غفلت کی دلیل ہے۔

* ڈاکٹر، پروفیسر اسلامیہ کالج برائے خواتین کوپر روڈ، لاہور برقی پتا: humairatariq1111@gmail.com
تاریخ موصولہ: ۱۲/۲/۲۰۱۵ء

۲۔ مجہولین کی حالت پر اطلاع پانے میں ناکام رہا۔

۳۔ ایسے لوگوں سے روایت کیا جو کسی کو تقویت نہیں دے سکتے لہٰذا اسی طرح سے غیر مفید کام کیا''۔(۱)

چنانچہ امام ابوزرعہ احمد بن صالح مکی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ **"صدوق لکنه یحدث عن الضعفاء والمجهولین۔۲۔**

''عبدالرحمن محاربی مجہولین سے منکر روایت بیان کرتے ہیں لہٰذا روایت فاسد ہو جاتی ہے لیکن جب ثقات سے روایت کرتے ہیں تو صدوق ہوتے ہیں''۔۳۔

امام بخاریؒ نے عبداللہ بن عبدالقدوس سعدی کے بارے میں فرمایا کہ صدوق ہیں لیکن ضعفاء سے روایت کرتے ہیں۔۴۔

صحیفہ سے روایت کرنا:

کبھی راوی اس وجہ سے ضعیف ہوتا ہے کہ وہ حدیث کو کسی استاد سے پڑھے بغیر پڑھتا اور پڑھاتا ہے جس کی وجہ سے بکثرت تصحیف و تحریف ہوتی ہے۔ایسے افراد کو محدثین صحفی کہتے ہیں۔

''امام مسلمؒ نے زہیر بن حرب کے واسطے سے ایک روایت کا ذکر کیا ہے۔جنھوں نے اسحٰق بن عیسیٰ سے اور انھوں نے ابن لہیعہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ بن عقبہ نے میرے پاس لکھ کر بھیجا کہ بسر بن سعید نے ہم سے زید بن ثابت کے واسطے سے یہ روایت ذکر ہے کہ:

"ان رسول اللہ ﷺ احتجم فی المسجد" یعنی آپ نے مسجد میں حجامت کرائی۔

ابن لہیعہ سے جب پوچھا گیا کہ گھر کے اندر کی مسجد مراد ہے تو انھوں نے کہا نہیں مسجد نبوی مراد ہے۔امام مسلم فرماتے ہیں کہ یہ روایت ہر طرح سے سنداً و متناً فاسد ہے۔ابن لہیعہ نے متن میں تصحیف کی ہے اور سند میں غفلت کی ہے۔

اصل روایت اس طرح ہے۔**"احتجر فی المسجد بخوصة او حصیر یصلی فیها"**

مسجد میں چٹائی سے حجرہ کی مانند گھیر لیا اور اس میں نماز پڑھتے تھے۔

پھر فرماتے ہیں ابن لہیعہ سے غلطی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ انھوں نے موسی بن عقبہ کی کتاب سے روایت کیا ہے۔

"وهی الآفة التی تخشی علی من اخذ الحدیث من الکتب من غیر سماع من المحدث أو عرض علیه"

اس مصیبت کا خوف ہر اس شخص سے ہوتا ہے جو حدیث کو کتابوں سے پڑھ لیتا ہے نہ کسی محدث سے سنتا ہے نہ سناتا ہے''۔۵۔

مراحل کتب ضعفاء رجال:

علم حدیث کی خدمت کے لیے جو علوم ایجاد ہوئے۔ان میں سب سے اہم علم اسماء الرجال ہے۔اس کا آغاز صحابہ کرام کے دور سے ہو گیا تھا۔کیونکہ وہ احادیث مبارکہ کو کذب بیانی سے بچانے کے لیے حدیث کو بغیر شہادت کے قبول نہیں کرتے تھے۔صحابہ کرام کے بعد تابعین نے بھی یہ کوشش کی کہ حضورؐ کی طرف جھوٹ منسوب ہونے نہ پائے۔ مگر راویوں کی جرح وتعدیل کے موضوع پر باقاعدہ تالیف کا آغاز تیسری صدی ہجری میں ہوا۔اس دور میں جہاں صحیح وثقہ راویوں کے حالات پر بہت ساری کتب لکھی گئیں۔وہاں ضعیف راویوں کے حالات پر بھی بڑی مفید کتب لکھی گئیں جن کے ذریعے امت مسلمہ کو جھوٹی احادیث بنانے والوں سے آگاہی ہوئی۔صحیح اور ضعیف حدیث میں تمیز کرنا ممکن ہوا۔

''فن جرح وتعدیل میں جو کتب تحریر کی گئیں۔ان کی دو اقسام ہیں۔i۔کتب عامہ ii۔کتب خاصہ

کتب عامہ:

ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں ہر قسم کے، ہر مقام اور ہر صفات کے راویوں کا ذکر ہو خواہ وہ مغرب کے رہنے والے ہوں یا مشرق کے صحابی ہوں یا تابعی ثقہ ہوں یا ضعیف کنیت سے معروف ہوں یا نام سے لقب سے مشہور ہوں یا نسبت سے۔

کتب خاصہ:

ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں خاص صفت سے متصف رایوں کا تذکرہ ہو مثلاً صرف ثقہ راویوں کا ذکر ہو یا صرف ضعفاء کا ہو۔یا کسی خاص مقام وجگہ کے راویوں کے حالات ہوں۔''[۶]

کتب عامہ کی نسبت کتب خاصہ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔کتب خاصہ میں ایک قسم ''کتب ضعفاء رجال'' ہے۔

کتب ضعفاء رجال سے مراد

کتب ضعفاء رجال ان کتابوں کو کہتے ہیں جن میں ایسے راویوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو ضعیف اور متکلم فیہ ہوتے ہیں۔کتب ضعفاء رجال کی تصنیف پر علماء کی توجہ زیادہ رہی ہے۔اس لیے ان کتب کی تعداد زیادہ ہے۔

''پہلے مرحلہ میں لکھی گئی کتب میں راویوں کا نام یا کنیت ذکر کرکے ان کا حکم بیان کر دیا جاتا تھا۔خواہ یہ حکم مولف کا ہو یا اس کے استاد کا،

الضعفاء الصغیر......امام بخاری احوال الرجال......امام سعدی جوز جانی

الضعفاء............امام ابوزرعہ

دوسرے مرحلہ کی کتب میں راویوں کے حالات کا مکمل تذکرہ کیا جاتا تھا۔حسب نسب، کنیت، تاریخ وفات کے ساتھ راوی کا سبب ضعف علماء کے اقوال اور ان کی روایتوں کا ذکر بطور نمونہ کیا گیا ہے۔مثلاً

الضعفاء الکبیر......حافظ ابوجعفر عقیلی　المجروحین من المحدثین......ابن حبان

الکامل فی ضعفاء الرجال......ابن عدی

تیسرے مرحلہ میں جو کتابیں تحریر کی گئیں ان میں راویوں کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کی گئیں خاص طور پر آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال جمع کیے گئے۔ پھر ان پر نقد اور ان کا مقابلہ دوسروں کے اقوال سے بھی کیا گیا۔

مثلاً: ''میزان الاعتدال'' امام ذہبی　''لسان المیزان''　ابن حجر عسقلانی''۷؎

ضعیف راویوں پر لکھی گئی چند اہم کتب درج ذیل ہیں:

کتب در ضعفاء

۱۔ ابوالحسن علی بن عبداللہ بن المدینی (۱۶۱۔۲۳۴ھ/ ۷۷۷۔۸۴۹) الضعفاء

۲۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالرحیم الزہری (ت ۲۴۹ھ/ ۸۶۳م) الضعفاء

۳۔ ابوحفص عمرو بن علی الفلاس (ت ۲۴۹ھ/ ۸۶۳) الرواۃ الضعفاء

۴۔ محمد بن اسماعیل البخاری (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰) (i) الضعفاء الصغیر (ii) الضعفاء الکبیر

۵۔ ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی (ت ۲۵۹ھ/ ۸۷۳) احوال الرجال

۶۔ ابوعثمان سعید بن عمرو بن عمار البرذعی (ت ۲۹۲ھ/ ۹۰۵) الضعفاء

۷۔ ابوجعفر احمد بن علی بن محمد ابن الجارود (ت ۲۹۹ھ/ ۹۱۱م) الضعفاء

۸۔ ابوعبدالرحمن احمد بن علی بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵)

۹۔ ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ بن عبدالرحمن الساجی (۲۲۰۔۳۰۷ھ/ ۸۳۵۔۹۱۵) الضعفاء

۱۰۔ ابوالبشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳) الضعفاء

۱۱۔ ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ العقیلی (ت ۳۲۲ھ/ ۹۳۴) کتاب الضعفاء الکبیر

۱۲۔ ابونعیم عبدالمالک بن محمد بن عدی الجرجانی (۲۴۲۔۳۲۳ھ/ ۸۵۶۔۹۳۵) کتاب الضعفاء

۱۳۔ ابوعلی سعید بن عثمان بن سعید بن السکن بغدادی (۲۹۴۔۳۵۳/ ۹۰۷۔۹۶۴) الضعفاء

۱۴۔ ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد البستی (ت ۳۵۴ھ/ ۹۶۵) کتاب المجروحین من المحدثین۔

۱۵۔ ابواحمد عبداللہ بن عدی الجرجانی (۲۷۷۔۳۶۵/ ۸۹۰۔۹۷۶) کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال

۱۶۔ ابوالفتح محمد بن الحسین بن احمد الازدی (ت ۳۷۴ھ/ ۹۸۴) کتاب الضعفاء

۱۷۔ ابوالحسن علی بن محمد بن احمد الدارقطنی (۳۰۶۔۳۸۵ھ/ ۹۰۹۔۹۹۵م) الضعفاء والمتروکین

۱۸۔ ابوالفرج عبدالرحمن بن علی المعروف ابن الجوزی (۵۰۸۔۵۹۷ھ/ ۱۱۱۴۔۱۲۰۱م) اسماء الضعفاء

والوضاعین۔

۱۹۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ/ ۱۲۷۴۔۱۳۴۸ م) دیوان الضعفاء والمتروکین۔

۲۰۔ ذیل دیوان الضعفاء

۲۱۔ المغنی فی الضعفاء

۲۲۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال

۲۳۔ علی بن عثمان ابن الترکمانی الحنفی (۶۸۳۔۷۵۰ھ/ ۱۲۸۴۔۱۳۴۹م) الضعفاء والمتروکین۔

۲۴۔ حافظ احمد بن علی العسقلانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹م) لسان المیزان ۸۔

کتاب الضعفاء الصغیر......امام بخاریؒ (۲۵۶ھ)

امام بخاریؒ نے کتاب الضعفاء الصغیر لکھی۔ یہ ایک مختصر کتاب ہے جس میں صرف ۴۱۸ رواۃ کے تراجم بیان کیے گیے ہیں۔

ترتیب

اسے حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ ہر نام کے پہلے حرف کی رعایت کی گئی ہے۔ آخر میں ''باب الکنی'' کے تحت تین رواۃ کا ذکر ہے۔ اس کتاب میں امام بخاریؒ نے صرف ضعیف راویوں کے حالات لکھے ہیں۔ آپ کا انداز تحریر اختصار پر مبنی ہے۔ زیادہ تر تراجم دو یا تین سطروں پر مشتمل ہیں۔

نوعیت تراجم

تراجم میں راوی کا نام، اس کی ولدیت، کنیت اور نسبت وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض اوقات شیوخ وتلامذہ کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ راوی کے عقیدہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔ رواۃ پر جرح کے لیے درج ذیل اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔

''منکر الحدیث، متروک الحدیث، لیس بالقوی، سکتوا عنہ، فیہ نظر، یکتب حدیثہ، لم یصح حدیثہ۔ لم یتابع علیہ وغیرہ۔

امام بخاریؒ نے رواۃ کے بارے میں دیگر آئمہ جرح وتعدیل مثلاً شعبہ بن الحجاج، عبداللہ بن مبارک، سفیان بن عیینہ اور علی بن مدینی کی آراء بیان کی ہیں۔

آپ کی یہ مختصر کتاب بعد میں آنے والوں کے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ضعفاء کے موضوع پر لکھنے والے تمام مولفین نے اس سے استفادہ کیا ہے۔ جن میں امام عقیلی، ابن حبان، ابن عدی، ابن جوزی، امام دارقطنی اور حافظ ابن حجر شامل ہیں۔۹۔

(۲) کتاب الضعفاء الکبیر......امام عقیلی (۳۲۲ھ)

یہ کتاب ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ کی تالیف ہے آپ بنوعقیل کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے عقیلی کہلائے۔ آپ نے ''کتاب الجرح والتعدیل''، ''کتاب الصحابۃ'' اور ''کتاب الضعفاء الکبیر'' لکھی ہے۔

امام ذھبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اس کتاب کا پورا نام ''کتاب الضعفاء و من نسب الی الکذب و وضع و من غلب علی حدیثہ وھم'' لکھا ہے۔[۱۰]

یہ کتاب چارجلدوں میں بیروت لبنان سے ۱۹۸۴ء میں شائع ہوئی ہے۔خطی نسخے میں اس کتاب کا نام ''کتاب الضعفاء و من نسب الی الکذب و وضع الحدیث و من غلب علی حدیثہ الوھم و من یتھم فی بعض حدیثہ و مجھول روی مالایتا بع علیہ وصاحب بدعۃ یغلوفیھا ویدعوا الیھا وان کانت حالہ فی الحدیث مستقیمۃ''[۱۱]

یہ کتاب ضعیف راویان حدیث کے بارے میں ہے۔خواہ وہ ضعف ان کی عدالت میں ہو یا ضبط میں اور وہ راوی جو کذب اور وضع حدیث کی طرف منسوب ہوں یا جن کی حدیث پر وہم غالب آ گیا ہو۔ان راویوں کا ذکر بھی ہے جو مجہول ہوں اور ان کا کوئی متابع نہ ہو۔صاحب بدعت لوگوں کا بھی ذکر ہے۔خواہ حدیث میں ان کا حال مستقیم ہو۔

کتاب کی ابتداء میں مختصر مقدمہ تحریر ہے۔جس میں راویان حدیث کے احوال بیان کرنے،ضعفاء کی روایات کو ترک کرنے اور ثقات سے روایت کرنے کی اہمیت بیان کی ہے۔یہ بھی لکھا ہے کہ راویوں کی جرح کرنا غیبت نہیں ہے۔

ترتیب

یہ کتاب حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کی گئی ہے نام کے صرف پہلے حرف کا اعتبار کیا گیا ہے۔لیکن کثرت سے استعمال ہونے والے نام مثلاً عبداللہ اور محمد میں راوی کے نام کے ساتھ ان کے آباء کے ناموں میں بھی پہلے حرف کی ترتیب موجود ہے۔

نوعیت تراجم

امام عقیلی راوی کا نام،ولدیت، کیفیت اور نسبت بیان کرتے ہیں،کبھی کبھار راوی کے دادا کا نام اور شیوخ کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

جرح کے لیے مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کرتے ہیں:

فی حدیثہ نظر	حدیثہ غیر محفوظ
فی حدیثہ وھم	لیس ممن یقیم الحدیث
لا یکتب حدیثہ غیر محفوظ	

حدث عن الثقات بالبواطیل

مجھول بالنقل لایتابع علی حدیثہ ولایعرف الابہ

کان یذھب الی القدر والاعتزال ولایقیم الحدیث

راوی کی جرح کے بعد اس کی ایک یا ایک سے زائد روایتوں کو بالاسانید بیان کرتے ہیں۔امام عقیلی احادیث بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ حدیث اس سند کے علاوہ دیگر صحیح اسناد سے بھی مروی ہے۔۱۲؎

بعض علماء نے امام عقیلی کی جرح پر تنقید کی ہے کہ انھوں نے بہت سے ثقہ اور معتبر راویوں کو بھی ضعفاء میں شامل کر دیا ہے۔جیسا کہ علامہ ذھبی نے ان کے تعنت جرح پر تنقید کی ہے کہ وہ علی بن المدینی ،امام بخاری اور عبدالرزاق بن ھمام جیسے ثقات کو بھی ضعفاء کے ضمن میں داخل کر گیے ہیں۔اس طرح ان کے لفظ جرح ''**لایتابع علی حدیثہ**'' پر بھی تنقید کی ہے کہ تفرد راوی اس کے مجروح ہونے کی دلیل نہیں ہے مگر ہاں جب اس کی اکثر روایات واحادیث ایسی ہوں کہ اُن کا کوئی متابع نہ ہو تو وہ متروک الحدیث ہو جاتا ہے۔اس طرح انھوں نے ان کے وسعت جرح پر بھی تنقید کی ہے۔کہ وہ ہر اس راوی کو جس میں معمولی بدعت یا ذنب یسیر پایا گیا مجروح گردان گئے ہیں۔جب کہ ثقہ کے لیے معصوم عن الخطاء ہونا شرط نہیں ہے۔۱۳؎

اس کے باوجود یہ کتاب بعد کے مؤلفین کے لیے استفادہ کا باعث بنی ہے۔رجال کی بہت ساری کتب مثلاً ذھبی کی ''میزان الاعتدال، دیوان الضعفاء والمتروکین'' اور ابن حجر کی ''لسان المیزان'' میں بھی اس کتاب کے حوالے ملتے ہیں۔

کتاب المجروحین ......ابن حبان البستی (۳۵۴ھ)

ابوحاتم محمد بن حبان کی ''کتاب المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین'' جو کہ دار الواعی حلب سے تین جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔تیسری جلد کے آخر میں حروف تہجی کے اعتبار سے اعلام کی فہرست دی گئی ہے۔اس کتاب میں ضعیف راویوں کے بارے میں جرح کی گئی ہے۔

ترتیب

کتاب کی ابتداء میں بہت عمدہ مقدمہ تحریر ہے۔کتاب حروف معجم پر مرتب ہے۔لیکن نام کے صرف پہلے حرف کی رعایت کی ہے۔زیادہ استعمال ہونے والے نام شروع میں رکھے ہیں۔آخر میں ''باب الکنی'' میں کنیتوں سے معروف روایت کا ذکر کیا ہے۔

نوعیت تراجم

تراجم روایت میں نام، نسب راوی کے شیوخ اور تلامذہ کا ذکر کیا ہے۔ جب جرح کی ہے تو نمونے کی ضعیف روایات بھی درج کی ہیں۔ کبھی کبھار راوی کا عقیدہ پیدائش اور وفات کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

بعض راویوں پر جرح نہیں کی بلکہ سکوت اختیار کیا ہے۔ لیکن ان کا کتاب میں شامل ہونا ضعیف یا مجروح ہونے کی دلیل ہے۔ راویوں کی جرح کے لیے درج ذیل اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔

فلان یسرق الحدیث ویسویه　　فلان ممن یضع الحدیث

فاحش الخطاء، کثیر الحدیث　　فلان رجال من الدجاجلة، کذاب

یقلب الاسانید، ویرفع المراسیل　　یروی المناکیر عن المشاهیر

یضع الحدیث علی الثقات، ویاتی بما لا اصل له عن الاثبات۔ ۱۴۔

اگرچہ ابن حبان کی یہ کتاب ضعیف اور مجروح رواۃ کے بارے میں ہے لیکن بھول یا غفلت کی بناء پر بعض ثقہ راویوں کو بھی اس کتاب میں شامل کر دیا ہے۔ مثلاً حریث بن ابی حریث کا ذکر ''کتاب المجروحین'' اور ''کتاب الثقات'' دونوں میں کیا ہے۔ ۱۵۔

ابن حبان کی یہ کتاب ضعیف اور مجروح رواۃ کے بارے میں لکھی گئی کتب میں سے اہم ترین کتاب ہے۔ ان سے پہلے لکھی گئی کتب ضعفاء میں زیادہ تر جرح کے لیے ''ضعیف''، ''کذاب''، ''منکر الحدیث''، اور ''متروک الحدیث'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ لیکن ابن حبان نے اس کتاب کے اندر ضعیف اور مجروح راویوں کے مختصر تعارف کے ساتھ ان کی بعض ضعیف اور منکر روایات اور جرح کے اسباب کو بھی بیان کیا ہے۔ اس لیے یہ کتاب موضوع احادیث کی معرفت کے لیے بھی اہم ماخذ ہے۔

امام ابن جوزی۔ علامہ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی جیسے جلیل القدر آئمہ کرام نے فائدہ اٹھایا ہے۔ ۱۶۔

خاص نقطہ نظر

جرح و تعدیل کے سلسلہ میں امام ابو حاتم بن حبان کا خاص نقطہ نظر ہے جو عام محدثین سے مختلف ہے۔ ان کا یہ خیال ہے کہ جس راوی کے بارے میں کوئی جرح معلوم نہ ہو تو وہ عادل سمجھا جائے گا کیونکہ لوگوں کو اس کا مکلف نہیں بنایا گیا۔ کہ وہ نا معلوم اور مخفی چیزوں کی جستجو کریں۔ ۱۷۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن حبان کا یہ مذہب کہ راوی اگر مجہول عین نہ ہو تو عادل سمجھا جائے گا۔ یہاں تک کہ جرح کے بارے میں اس کا پتا لگ جائے عجیب نقطہ نظر ہے جمہور اس کے خلاف ہیں۔ ۱۸۔

الکامل فی ضعفاء الرجال......ابن عدی جرجانی (۳۶۵ھ)

ابو احمد عبداللہ بن عدی نے ''الکامل فی ضعفاء الرجال'' لکھی۔ جو کہ ۹ جلدوں میں بیروت سے شائع ہوئی۔ کتاب کے آخر میں حروف تہجی کی ترتیب سے اعلام، احادیث قولیہ اور فعلیہ کی فہارس دی گئی ہیں۔ علامہ ذھبی نے ''تذکرۃ الحفاظ'' اور ''سیر اعلام النبلاء'' میں اس کتاب کا نام ''الکامل فی الجرح والتعدیل'' لکھا ہے۔۱۹؎

علامہ سبکی نے ''الکامل فی معرفۃ الضعفاء'' لکھا ہے۔۲۰؎

اس کتاب میں ضعیف اور مجہول رجال کے تراجم بیان کیے گیے ہیں۔ انھوں نے ضعیف روایات کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ اسباب جرح پر بھی بات کی ہے۔ جس کی وجہ سے راوی پر جرح کی جا سکے۔ کتاب کے مقدمہ میں صحابہ کرامؓ کا حدیث مبارکہ کے بارے میں احتیاط کا تذکرہ کیا ہے۔ صحابہ کرام کے درمیان کتابت حدیث کے بارے میں جو اختلاف پایا جاتا تھا اس کی تفصیل بھی لکھی ہے۔ مختصراً آئمہ رجال کے مناقب بھی بیان کیے ہیں۔ جن محدثین سے روایات قبول کی جاتی ہیں ان کے اوصاف بھی بیان کیے ہیں۔

ترتیب

کتاب کو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے مگر ابن ابی حاتم کی طرح احمد۔ ابراھیم، اسماعیل، اسحق کو مقدم رکھا ہے۔۲۱؎

نوعیت تراجم

ابن عدی نے راوی اور اس کے والد کا نام اس کی کنیت اور پیشے کا ذکر کیا ہے۔ بعض اوقات شیوخ اور تلامذہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ کبھی کبھی راوی کی جسمانی اور اخلاقی صفات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ بعض مشترک ناموں میں فرق بھی بیان کرتے ہیں۔ کبھی کبھار ضعیف روایات کا ذکر کر کے آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال نقل کرتے ہیں۔

رجال کے تراجم بیان کرنے کے بعد کنیت سے معروف رواۃ کا تذکرہ کیا ہے اور آخر میں ان کا ذکر کیا ہے جو قبیلہ وغیرہ کی طرف منسوب ہیں۔ اور ان کا نام اور کنیت بیان نہیں کی۔

ابن عدی نے رواۃ کی جرح کرتے ہوئے آئمہ کے اقوال نقل کیے ہیں۔ اور ان اقوال پر تنقید بھی کی ہے۔ اور غلطیوں کی وضاحت کی ہے۔ خواہ یہ غلطی راوی کے نام اور کنیت سے متعلق ہو یا اس کی کسی حدیث سے متعلق ہو۔ مثلاً انھوں نے ''سعید بن زربی البصری'' کا ذکر کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ ان کی کنیت ''ابومعاویۃ'' نہیں بلکہ ''ابوعبیدہ'' ہے کہتے ہیں ''امام بخاری اور بغوی دونوں نے غلطی کی ہے انھوں نے اس کی کنیت ''ابومعاویۃ بیان کی ہے جبکہ وہ ابوعبیدہ ہیں''۔۲۲؎

ابن عدی رواۃ کے تراجم میں جو حدیث بیان کرتے ہیں عام طور پر اس کا مقام ومرتبہ بھی بتاتے ہیں۔

یہ کتاب ضعیف رجال پر لکھی جانے والی کتب میں سے اہم ترین کتاب ہے۔ یہ اس فن کی کامل کتاب ہے۔ متاثرین علماء نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے۔ ضعفاء اور موضوع احادیث کی کتب کے لیے اہم ترین مصدر ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی بہت سی ذیول اور مختصرات لکھی گئیں۔

اہل علم کی نظر میں

اہل علم نے اس کتاب کو بہت پسند کیا ہے۔ حمزہ بن یوسف سہمیؒ نے جب امام دارقطنی سے یہ درخواست کی کہ فن ضعفاء میں کوئی کتاب تصنیف کر دیں تو انھوں نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس ابن عدی کی کتاب نہیں ہے؟ امام سہمی نے کہا جی ہاں موجود ہے۔ امام دارقطنی نے فرمایا کہ بس وہ کتاب کافی ہے اس پر اضافہ کی گنجائش نہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ابن عدی کی کتاب ''الکامل'' اس فن کی سب سے زیادہ جامع اور عظیم کتاب ہے۔ ۲۳۔

امام سبکی فرماتے ہیں کہ ''وکتابه الكامل طابق اسمه معناه ووافق لفظه فحواه من عينه انتجع المنتجعون و بشهادته حكم الحاكمون'' ۲۴۔

ابن عدی کتاب ''الکامل'' اسم بامسمیٰ ہے، اس کے الفاظ کلام کے عین مطابق ہیں۔ اسی چشمہ سے لوگوں نے فائدہ حاصل کیا ہے اور انہی کی شہادت سے فیصلہ کیا ہے۔

مختصرات

محمد بن طاہر، ابو الفضل المقدسی (م ۵۰۷ھ) نے ''تلخیص الکامل'' احمد بن ایبک عبداللہ الدمیاطی (م ۷۴۹ھ) نے ''عمدۃ الفاصل فی اختصار الکامل'' تقی الدین احمد بن علی المقریزی (م ۸۴۵ھ) نے ''مختصر الکامل'' لکھی۔ ۲۵۔

ذیول

ابو العباس احمد بن محمد بن مفرج ابن الرومیۃ (م ۶۳۷ھ) نے ''الحافل فی تکملۃ الکامل'' اور ابو الفضل المقدسی (م ۵۰۷ھ) نے ''تکملۃ الکامل'' کے نام سے اس کے ذیول لکھے ہیں۔ ۲۶۔

کتاب الضعفاء والمتروکین......امام دارقطنی (۳۸۵ھ)

آپ کا اصل نام علی بن عمر بن احمد بن مہدی تھا۔ کنیت ابو الحسن بغداد کے محلہ ''دارقطن'' کے رہنے والے تھے اس لیے دارقطنی کے نام سے مشہور ہوئے۔

کتاب الضعفاء والمتروکین، بہت مختصر کتاب ہے اس میں ۶۳۲ ضعیف محدثین کے تراجم بیان کیے گئے ہیں۔ امام دارقطنی بہت اختصار سے رواۃ کے حالات بیان کرتے ہیں صرف نام، کنیت، لقب بتاتے ہیں۔ کبھی کبھار والد کا نام اساتذہ اور تلامذہ کے نام بتاتے ہیں، کبھی کبھار قبیلہ، منصب یا شہر کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔

راوی پر جرح کرتے ہوئے درج ذیل اصطلاحات استعمال کرتے ہیں۔

کذاب	متروک الحدیث	منکر الحدیث
ضعیف	یضع الحدیث	لیس بالقوی
مجہول	یغلب علیھم الوھم وغیرہ۔۲۷۔	

اکثر اوقات رواۃ پر حکم نہیں لگاتے سکوت اختیار فرماتے ہیں۔

امام صاحب نے کتاب کے آغاز اور درمیان میں ماخذ کا ذکر نہیں کیا۔امید ہے انھوں نے بھی پہلی لکھی گئی کتب سے ضرور استفادہ کیا ہوگا۔یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود اہمیت کی حامل ہے۔

میزان الاعتدال فی نقد الرجال......امام ذھبی (۷۴۸ھ)

آپ کی کنیت ابوعبداللہ، نام محمد بن احمد بن عثمان تھا اپنے پیشے کی وجہ سے ذھبی کہلائے۔امام ذھبی کا اسماء الرجال پر گران قدر کام موجود ہے۔انھوں نے اسماء الرجال پر بہت ساری کتب لکھیں جن میں تذکرۃ الحفاظ، سیئر اعلام النبلاء، تجرید اسماء الصحابۃ، تذھیب تھذیب الکمال کو بہت بلند مقام حاصل ہے۔

میزان الاعتدال کا موضوع ضعیف راوی ہیں۔نقد رجال کے اعتبار سے کتاب ھذا کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، یہ کتاب متعدد بار شائع ہو چکی ہے۔یہ ۷ جلدوں پر مشتمل ہے۔امام ذھبی نے ان پر تمام رواۃ پر کلام کیا ہے جن کا ضعفاء کی کتب میں تذکرہ ہے۔خواہ وہ اس راوی کو ثقہ سمجھتے ہوں۔تاکہ اس کتاب کے اندر اس کا دفاع کرسکیں۔انھوں نے خود اس بات کی وضاحت کی ہے۔

"فاصلہ و موضوعہ فی الضعفاء و فیہ خلق کما قد منا فی الخطبۃ من الثقات ذکر تھم للذب عنھم و الأن الکلام فیھم غیر موثر ضعفاً" ۲۸۔

ترتیب

علامہ ذھبی نے کتاب کو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے۔یہ ترتیب راویوں کے باپ کے ناموں میں بھی موجود ہے۔اس کتاب کو آٹھ قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے

۱۔پہلی قسم میں مردوں اور عورتوں کے تراجم بترتیب اسماء ذکر کیے گئے ہیں۔

۲۔دوسری قسم میں رجال کی کنیت ذکر کی ہے۔

۳۔تیسری قسم میں ان افراد کا ذکر کیا ہے۔جو ابن فلاں سے مشہور ہے۔

۴۔چوتھی قسم میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو نسبت سے مشہور ہیں۔

۵۔پانچویں قسم میں ایسے راویوں کا ذکر کیا گیا ہے جو مبہم ہیں۔

۶۔چھٹی قسم میں ان راویات (خواتین) کا ذکر کیا گیا ہے جو مبہم ہیں۔

۷۔ساتویں قسم میں راویات کا ذکر باعتبار کنیت کیا گیا ہے۔

۸۔آٹھویں قسم میں ان خواتین کا ذکر ہے جو ام فلاں سے معروف ہیں۔

نوعیت تراجم

انھوں نے رواۃ کو مختلف فصول اور ابواب کے تحت بیان کیا ہے۔تراجم رواۃ بیان کرتے ہوئے انھوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اس راوی کی روایت کتب صحاح ستہ میں سے کس کتاب میں موجود ہے۔ایسا انھوں نے مختلف رموز کے ذریعے بیان کیا ہے۔مثلاً صحیح بخاری کے لیے/ خ) صحیح مسلم کے لیے (م) لکھا ہے۔

راوی کا نام نسب،شیوخ اور تلامذہ کے ذکر کے بعد علماء جرح وتعدیل کے اقوال نقل کرتے ہیں۔یہ بات میزان الاعتدال کو باقی ضعفاء کی کتب سے ممتاز کرتی ہے کہ وہ آئمہ جرح وتعدیل کی آراء نقل کرنے کے ساتھ اس پر تنقید بھی کرتے ہیں۔اگر کوئی راوی ان کے نزدیک ثقہ ہو تو اس پر کی گئی جرح کو رد کرتے ہوئے اس کی توثیق کرتے ہیں۔اور آخر میں کہتے ہیں۔

''بل ھو ثقه حجة''۲۹۔

اہل علم کی نظر میں

ضعفاء پر لکھی جانے والی کتابوں میں اس کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔تاج الدین سبکی نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

''ھو من أجل الکتب''۳۰۔

اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس کے ذیول اور اختصارات سے لگایا جا سکتا ہے۔علامہ ذھبی کے ایک شاگرد ابن کثیر الدمشقی (م ۷۷۴ھ) ''التکمیل فی معرفة الثقات و الضعفاء والمجاھیل''میں امام مزی (م ۷۴۲ھ) کی ''تھذیب الکمال''اور علامہ ذھبی کی ''میزان الاعتدال''کو چند اضافوں کے ساتھ یکجا کر دیا ہے۔

ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ''لسان المیزان''میں اس کا خلاصہ شامل کیا ہے۔اس کتاب کو اس فن کی جامع ترین کتاب قرار دیا ہے۔

''ومن أجمع ماوقفت علیه فی ذلک کتاب المیزان الذی ألفه الحافظ ابو عبدالله الذھبی''۳۱۔

حافظ زین الدین العراقی (م ۸۰۶ھ) نے بھی ایک جلد میں ''میزان الاعتدال''کا ذیل لکھا ہے جو کہ طبع ہو چکا ہے۔

صاحبزادہ برق التوحیدی نے ''فتح الرحمان لاحادیث المیزان''کے نام سے ''میزان الاعتدال''کی احادیث کو جمع کیا ہے اور یہ کتاب بھی طبع ہو چکی ہے۔

ثقات کے ذکر کا مقصد

اس کتاب میں ہر اس راوی کا ذکر کیا گیا ہے جس پر کسی بھی قسم کا کلام کیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس میں بھی بہت سے صحیحین کے رجال اور بڑے بڑے اہل علم کا ذکر آ گیا ہے۔لیکن ان کے ذکر کرنے کا مقصد ان پر عیب لگانا نہیں بلکہ ان کا دفاع کرنا اور اپنے اوپر تعقیب اور استدراک سے بچنا تھا۔وہ فرماتے ہیں۔

''و فیہ من تکلم فیہ مع ثقتہ و جلالتہ بأدنی لین و بأقل تجریح فلو لا أن ابن عدی أو غیرہ من مولفی کتب الجرح ذکروا ذلک لماذکرتہ لثقتہ، فلم أر من الرأی أن أحذف اسم احد خوفا من أن یتعقب علی، لأنی ذکرتہ لضعف فیہ عندی ۳۲۔

لسان المیزان......ابن حجر(۸۵۲ھ)

آپ کی کنیت ابوالفضل،نام احمد بن علی محمد بن علی تھا۔ابن حجر کے نام سے معروف ہوئے۔انھیں معرفت رجال میں خاص ملکہ تھا۔انھوں نے مختلف علوم پر بہت سی کتب تالیف کیں۔

اسماء الرجال پر آپ کی معروف تصانیف''الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ''،''تہذیب التہذیب''،تقریب التہذیب اورلسان المیزان ہے۔

لسان المیزان ضعیف اورمجروح رواۃ کے احوال پر مشتمل ہے۔اس میں مصنف نے علامہ ذھبی کی کتاب''میزان الاعتدال''کوبعض تراجم کے حذف واضافے کے ساتھ بیان کیا ہے۔

جیسا کہ کتاب کے آخر میں لکھا ہے۔

''آخر الکتاب المختصر من المیزان مع زیادات و التنبیھات و التحریرات''۳۳۔

لسان المیزان میں امام مزی کی کتاب''تھذیب الکمال''کے رجال کوحذف کر کے ان کو کتاب کے آخر میں ایک الگ فصل کے تحت بیان کیا ہے۔ابن حجر نے اس کتاب میں بعض تراجم کا اضافہ بھی کیا ہے۔جن رجال کا اضافہ انھوں نے زین الدین عراقی کی کتاب''ذیل میزان الاعتدال''میں سے کیا ہے ان کوحرف''ذ''سے واضح کیا ہے لیکن وہ رجال جن کا ذکر علامہ ذھبی اورزین الدین عراقی نے نہیں کیا۔جب کہ ابن حجر نے ان کو کتاب میں شامل کیا ہے۔ان کی طرف حرف ''ز''سے اشارہ کیا ہے۔تراجم کی دوران بھی انھوں نے بعض چیزوں کا اضافہ کیا ہے۔علامہ ذھبی کا کلام ختم کرنے کے بعد انتھی لکھتے ہیں اس کے بعد جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ ابن حجر کا کلام ہوتا ہے۔۳۴۔

ابن حجر کے کتاب کوحروف معجم پر ترتیب دیا ہے یہ ترتیب ان کے باپ کے ناموں میں بھی موجود ہے۔

تراجم بیان کرتے ہوئے عموماً راوی کا نام نسب،لقب،کنیت نسبت اوراس کے بعض شیوخ وتلامذہ کا ذکر کیا پھر اس راوی اوراس کی روایت سے متعلق آئمہ جرح وتعدیل نے جوجرح کی ہے اس کو بیان کیا ہے۔اورکبھی ان کی رواۃ کومنکر اور

ضعیف بھی قرار دیا ہے۔

رواۃ کے حالات بیان کرتے ہوئے ابن حجر نے زیادہ تر ''میزان الاعتدال'' سے نقل کیا ہے اور کئی مقامات پر تنقید بھی کی ہے۔

مثلاً محمد بن احمد بن عبدالباقی کے بارے میں علامہ ذھبی کا یہ کلام نقل کیا ہے۔

''محمد بن احمد بن عبدالباقی بن منصور، قال ابن ناصر:

لم یکن ضابطاً انتھی''

ابن حجر اس پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ھذا الرجل ابن الخاضیة، والعجب من الذھبی کیف أقر لابن ناصر علی ھذا، فابن الخاضیة من کبار الحفاظ و ترجمه مبسوطة فی طبقاتھم، قال ابو سعد المسعالی: کان حافظا فھما تفقه زمانا و کان حافظ بغداد، والمشار الیه فی القراۃ الصحیحة والنقل المستقیم، و کان مع ذلک صالحا ورعا، دینا خیرا۔'' ۳۵۔

ابن حجر نے اس کتاب میں تمیز کے لیے بعض ثقات کا بھی ذکر کیا ہے۔یعنی اگر ایک ہی نام کے دو راویوں میں سے ایک ثقہ اور دوسرا ضعیف ہو تو ابن حجر نے اس بات کی بھی نشاندہی کی ہے اور اس ثقہ راوی کو اسی نمبر کے تحت ''م'' کے اضافے کے ساتھ بیان کیا ہے۔مثلاً۔

۱۔ ۳۴۹۳:زکریا بن یحییٰ الواسطی العلقب حزاب بفتح المعحجة و تخفیفه الراء

۳۴۹۳:أما زکریا بن یحییٰ الواسطی العلقب زحمویه فثقة۔ ۳۶۔

ابن حجر کی یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ مابعد اہل علم نے اس کے ذیول و اختصارات لکھے ہیں۔علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے ''زوائد اللسان علی المیز ان'' کے نام سے اس کو جمع کیا ہے۔عبدالرؤف بن علی المناوی (م/ ۱۵۳ھ) نے ''المنتقی من لسان المیزان'' کے نام سے اس کتاب کی موضوع، منکر اور متروک روایات کو الگ الگ کیا ہے۔ ۳۷۔

خلاصہ بحث

ابتدائی دور میں حدیث بیان کرنے والے سے اسناد کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا تھا۔ جب فتنہ واقع ہوا تو روایت کے قبول کرنے میں احتیاط برتی جانے لگی۔متن کے ساتھ سند کو پوچھنے اور جانچنے کا رواج ہوا تا کہ صحیح کو قبول کیا جائے اور سقیم کو رد کر دیا جائے۔ کیونکہ شیعہ، خوارج اور زنادقہ یہ وہ فرقے تھے جو اپنی اپنی خواہشات اور مذاہب کی تائید میں احادیث وضع کرنے لگے۔اور کچھ لوگ امراء اور خلفاء کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ایسا کرنے لگے۔نیز کچھ دیگر افراد

حافظہ کی کمزوری،ضعف اور دیگر وجوہات کی بنا پر حدیث کی روایت میں تساہل اور کمزوری کا شکار ہو گئے تھے۔انہی اسباب نے علماء احادیث کو چوکنا کر دیا۔چنانچہ وہ احادیث قبول کرنے میں احتیاط سے کام لینے لگے اور اس شخص کے حالات پر گہری نظر رکھتے جس سے وہ احادیث اخذ کرتے کہ صلاح وفساد،عقل وفہم،ضبط وغفلت اور ضعف وغیرہ کے لحاظ سے اس شخص کی کیا کیفیت ہے۔اس علم کو فن جرح وتعدیل کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

مراجع وحواشی

(۱) عبدالعزیز،ڈاکٹر،عبداللطیف بن محمد بن ابراہیم،ضوابط فی الجرح والتعدیل،ص:۱۲۹،مدینہ منورہ،الجامعۃ الاسلامیہ،(۱۴۱۲ھ)
(۲) ابن ابی حاتم،امام،الجرح والتعدیل،ج ۲،ص ۵۶،حیدرآباد دکن،دائرہ معارف عثمانیہ(۱۳۷۱ھ)
(۳) ابن ابی حاتم،ج ۵،ص ۲۸۲،
(۴) ابن حجر عسقلانی،تھذیب التھذیب،ج ۵،ص ۳۰۳،حیدرآباد دکن،دائرہ معارف نظامیہ کائنۃ (۱۳۲۵ھ)
(۵) اعظمی،محمد مصطفی،ڈاکٹر،کتاب التمییز،ص:۱۸۸،مدینۃ منورہ،الجامعۃ الاسلامیۃ
(۶) ڈاکٹر اقبال احمد محمد اسحق،جرح وتعدیل،ص ۳۹۱،لاہور،مکتبہ قاسم العلوم،(اکتوبر ۲۰۱۱ء) بحوالہ ابن حجر عسقلانی،تدریب الراوی) ج:۱،ص:۲۹۸،۲۹۹
(۷) ڈاکٹر اقبال،ص ۴۳۵ تا ۴۳۹
(۸) عبدالرؤف ظفر،ڈاکٹر،التحدیث فی علوم الحدیث،ص:۲۱۰،۲۱۱،لاہور،مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور،(۲۰۰۰ء)
(۹) بخاری،امام،الضعفاء الکبیر،ص ۱۰۴،بیروت،عالم الکتب،(۱۴۰۴ھ)
(۱۰) ذھبی،امام،ابوعبداللہ محمد بن عثمان،تذکرۃ الحفاظ،ج ۳ ص ۸۳۴،بیروت،داراحیاء التراث العربی،۱۹۹۸ء)
(۱۱) عقیلی،امام،ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ،کتاب الضعفاء الکبیر،ج ۱،ص ۱۴،بیروت دارالکتب العلمیہ (۱۹۸۴ء)
(۱۲) عقیلی،ج ۲،ص ۱۲۹
(۱۳) ذھبی،امام،میزان الاعتدال فی نقد الرجال،ج ۵،ص ۱۷۵،بیروت،دارالکتب العلمیۃ،(۱۹۹۵ء)،
(۱۴) ابن حبان،ابوحاتم،کتاب المجروحین،ج ۱،ص ۳۷۸،حلب،دارالوانی،(۱۳۹۶ھ)
(۱۵) ابن حبان،کتاب الثقات،ج ۲،ص ۱۰۰،بیروت،دارالکتب العلمیۃ،(۱۴۱۹ھ)
(۱۶) ابن حبان،کتاب المجروحین،ج ۲،ص ۳۱۰
(۱۷) ابن حبان،کتاب الثقات،ج ۱،ص ۳۱
(۱۸) ابن حجر عسقلانی،لسان المیزان،ج ۱،ص ۱۶،بیروت لبنان،موسسۃ العلمی للمطبوعات
(۱۹) ابن حجر عسقلانی،تذکرہ الحفاظ،ج ۳،ص ۴۰
ذھبی،امام،شمس الدین،سیئر اعلام النبلاء،ج ۱۶،ص ۱۵۴،بیروت،موسۃ الرسالۃ (۱۴۰۲ھ)
(۲۰) سبکی،تاج الدین عبدالوہاب بن علی،طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۳،ص ۳۱۵ الطبعۃ الثانیۃ،مطبع دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر والتوارئخ

(۲۱) جرجانی، ابن عدی، ابو احمد عبداللہ، الکامل فی ضعفاء الرجال، ج ۴، ص ۱۲۴ بیروت، دارالکتب العلمیۃ (۱۹۹۷ء)

(۲۲) جرجانی، ج ۴، ص ۱۲۴

(۲۳) ذھبی، میزان الاعتدال: ج ۱، ص ۵۰

(۲۴) سبکی، ج ۲، ص ۲۳۳

(۲۵) حاجی خلیفہ چلپی، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، ج ۲، ص ۱۳۸ ، کراچی، نور محمد المطابع کارخانہ تجارت کتب آرام باغ

(۲۶) امام ذھبی، ج ۱، ص ۲

(۲۷) دارقطنی، علی بن عمر بن احمد بن مہدی، کتاب الضعفاء والمتروکین، ص ۲۰۳، بیروت، موسسۃ الرسالۃ (۱۴۰۴ھ)

(۲۸) امام ذھبی، میزان الاعتدال: ج ۴، ص ۴۴۸

(۲۹) امام ذھبی، میزان الاعتدال: ج ۱، ص ۱۳۱، ۱۱۷

(۳۰) سبکی، ج: ۹، ص ۱۰۴

(۳۱) ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان، ج ۱، ص ۹

(۳۲) امام ذھبی، میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲

(۳۳) ابن حجر عسقلانی، لسان المیزان: ج ۸، ص ۱۸۵

(۳۴) ابن حجر عسقلانی، : ج ۱، ص ۹

(۳۵) ابن حجر عسقلانی، ج ۵، ص ۶۷۹

(۳۶) ابن حجر عسقلانی، ج ۳، ص ۱۴۸

(۳۷) حاجی خلیفہ، ج ۲، ص ۱۹۸